© rasailojaraid.com

بھولی بسری یادیں

مولانا محمد یوسف انور

مولانا قاری عبدالخالق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں!

راقم کے والد مرحوم حاجی عبدالرحمٰن پٹوی علمائے کرام کے بے حد معتقد تھے۔ علماء کی خدمت و تکریم اور میزبانی ان کا روزمرہ کا معمول تھا۔ ہمارے غریب خانہ پر مختلف اوقات میں جو علماء و صلحاء مہمان رہے ان کی فہرست طویل تر ہے۔ جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی کچھ اس طرح ہیں

صوفی محمد عبداللہؒ اوڈانوالہ، حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ، مولانا عبدالمجیدؒ ہزاروی، مولانا عبدالمجیدؒ سوہدروی، علامہ محمد یوسفؒ کلکتوی، مولانا قاری عبدالخالق رحمانیؒ، حافظ محمد اسماعیل ذبیحؒ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، سید محمد اسماعیل شاہ مشہدیؒ، مولانا احمد الدینؒ گکھڑوی، مولانا علی محمد صمصامؒ، مولانا سید عبدالغنی شاہؒ، مولانا نور حسینؒ گرجاکھی، حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری، حافظ محمد شریفؒ سیالکوٹی، مولانا محمد رفیق خانؒ پسروری، مولانا محمد یحییٰ حافظ آبادی، مولانا محمد عبداللہ ثانیؒ، حافظ عبدالحق صدیقیؒ، مولانا محمد یحییٰ شرقپوریؒ، حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی حفظہ اللہ، حافظ عبداللہ شیخوپوریؒ، مولانا معین الدین لکھوی مدظلہ العالی، مولانا محی الدین لکھویؒ، مولانا محمد عبداللہ بوریوالہ حفظہ اللہ، مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ، قاضی محمد اسلم سیفؒ فیروزپوری، مولانا محمد صدیقؒ سرگودھوی، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، ان میں سے بزرگ اور پاکباز شخصیات صوفی عبداللہؒ، بڑے حافظ صاحبؒ روپڑی اور مولانا عبدالمجید ہزاروی کا تو ہمارے ہاں ہفتوں قیام رہتا۔

ان حضرات کے عقیدت مند آتے رہتے اور فیوض و برکات و دعاؤں سے مستفید ہوتے۔ ہمارے گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد اِن علماء کے آرام اور خورد و نوش کا خیال رکھتے۔ اس زمانے میں کچہری بازار کے باہر لاری اڈا ہوتا تھا' جہاں علماء آ کر قریب ہی گول بازار کپڑا میں ہمارے گھر تشریف لے آتے' پھر آگے جہاں شہر یا قریب کوئی پروگرام ہوتا' روانہ ہو جاتے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

المیہ یہ ہے کہ نہ ایسے مہمان رہے اور نہ ہی میزبان۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا احمد دین گکھڑوی مرحوم مستقل طور پر ہمارے پاس قیام پذیر تھے۔شب و روز اُن کا ساتھ والد علیہ الرحمہ سے تھا۔مولانا صمصامؒ جب بھی تبلیغی سفر پر جاتے یا واپس آتے یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ ہمیں ملے بغیر چلے جائیں۔ان نیک صفات اہلِ علم کو بھی والد علیہ الرحمہ کے زہد و تقویٰ کے سبب ان سے قلبی لگاؤ تھا۔حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی سے تو ابا جان کو بہت ہی محبت و پیار تھا۔جن دنوں یہ روپڑی برادران فیصل آباد کی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار، مسجد مبارک منٹگمری بازار اور مسجد الفردوس گلبرگ سی میں خطبات جمعہ دیتے رہے، کئی کئی روز تک ان کی نشست و برخاست ہمارے گھر پر رہتی۔ حافظ عبدالقادر چند سال مسجد الفردوس گلبرگ سی میں خطبات جمعہ دیتے رہے کئی کئی روز تک انکی نشست و برخاست ہمارے گھر پر رہتی۔حافظ عبدالقادر چند سال مسجد الفردوس اور پھر مسجد مبارک منٹگمری بازار میں رمضان المبارک میں سناتے رہے۔وہ اتنے باہمت تھے کہ نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن دے کر روزانہ لاہور جاتے اور وہاں ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث کی اشاعتی ذمہ داریاں اور دیگر کاموں کی دیکھ بھال کر کے نمازِ عصر کے بعد واپس فیصل آباد افطاری کے وقت پہنچ جاتے۔ رات کو تراویح میں پھر منزل کا خلاصہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سناتے گرمیوں کے رمضان میں پورا مہینہ ان کا یہ عمل تھا۔

زیادہ عمر کے احباب جانتے ہیں کہ روپڑی برادران میدانِ مناظرہ اور میدانِ خطابت کے شہسوار تھے، حافظ محمد اسماعیل جیسا شیریں کلام خطیب اور ہر دلعزیز و متواضع عالم اس بندہ عاجز نے نہیں دیکھا۔دونوں بھائیوں کے اسٹیج پر ہوتے ہوئے کسی اور عالم یا مقرر کی تقریر کی حیثیت ثانوی رہ جاتی۔ لوگوں کے اشتیاق اور توجہات کا مرکز یہی رہتے۔

تقسیم ملک کے بعد حافظ محمد اسماعیل روپڑی کچھ عرصہ قیوم منزل بالمقابل مزارِ قائد کراچی رمضان المبارک میں قرآن مجید سناتے رہے۔قیوم منزل والے حاجی عبدالقیوم پشاور سے تعلق رکھتے تھے۔ دیر سے کراچی میں رہائش پذیر اور قیوم ٹیکسٹائل ملز کے مالک تھے۔بڑے ہی وضع دار و باوقار اور مہمان نواز بزرگ تھے۔حافظ صاحب کے خصوصی خدمت گزاروں میں ان کا شمار تھا۔ ملک بھر سے آنے والے سفیرانِ مدارس دینیہ سے ضرور تعاون کرتے۔

اب آتے ہیں حضرت مولانا قاری عبدالخالق رحمانی علیہ الرحمۃ سے ہماری شناسائی کی طرف۔ یہ اس لڑکپن کے زمانے کی حسین یاد ہے۔جب راقم ۵۵ء میں دسویں جماعت کا سٹوڈنٹ تھا۔جون کا مہینہ گرمیوں کی چھٹیاں تھیں، رمضان شریف بھی گزر رہا تھا کہ کراچی سے حافظ محمد اسماعیل صاحب نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بصد شفقت حکم دیا کہ کراچی آؤ اور ملک کا سب سے بڑا شہر دیکھو۔ چنانچہ میں اپنے دوست شیخ محمد یونس کے ہمراہ کراچی جا پہنچا۔ ہم دونوں دن کے وقت ادھر ادھر سیر و تفریح کے لیے نکل جاتے۔ رات کو حافظ صاحب کی امامت میں قیوم منزل پہنچ کر نمازِ تراویح میں شرکت کرتے۔ جہاں کراچی کے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے نمازیوں کی ایک کثیر تعداد جمع ہوتی۔

تراویح کے بعد میزبان حاجی عبدالقیوم تمام شرکاء کو ٹھنڈے مشروبات اور آئس کریم پیش کرتے۔ حضرت مولانا قاری عبدالخالق رحمانی جنھیں اب رحمہ اللہ لکھتے ہوئے قلم لرزتا اور دل غمزدہ ہے' اپنی مسجد خضراء سے تراویح پڑھا کر روزانہ قیوم منزل آجاتے۔ قاری صاحب بلند پایہ عالمِ دین' جامع معقولات و منقولات اور درس و تدریس کے قابل ترین استاذ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بارعب شکل و شباہت' لمبا قد کاٹھ اور قوی جسم عطا فرمایا تھا۔ مرنجاں مرنج طبیعت اور خوش طبعی و خوش اخلاقی جیسی وافر صلاحیتیں ودیعت کی تھیں۔ یوں سمجھیے بسطۃ فی العلم والجسم کی مصداق شخصیت تھے۔ آپ کی تقریر میں شعلہ نوائی اور خطابت میں ایک خاص قسم کی یکتائی پائی جاتی تھی۔ شستہ اور مادی زبان اردو اور لحنِ داؤدی میں آیاتِ قرآنی کی تلاوت بڑی بہار پیدا کر دیتی۔

حافظ محمد اسماعیل اس محفلِ کشتِ زعفران کے روحِ رواں ہوتے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ علم و عمل کے پیکر اور اسلامی اخلاق و اقدار کا مجسمہ تھے۔ میٹھی زبان میں سلجھی ہوئی گفتگو اور سنجیدہ لطائف و ظرائف خوب بیان کرتے چلے جاتے۔ افطاری کے موقعوں پر جب اِن حضرات میں علامہ محمد یوسف کلکتوی اور حضرت الامام مولانا عبدالستار دہلویؒ کی شمولیت ہو جاتی تو رونق دوبالا ہو جاتی۔ بعض اوقات علمی بحث و تمحیص چھڑ جاتی تو بچپنے کے سبب ہمارے پلے کچھ نہ پڑتا' مگر بڑے محظوظ ہوتے۔

قاری عبدالخالق صاحب اور حافظ محمد اسماعیل صاحب کو قرآنِ حکیم بہت ضبط تھا' دونوں دوست سارا دن قریباً اکٹھے گزارتے۔ پانچوں نمازوں کے بعد کبھی کسی مسجد میں اور کبھی کسی کالونی یا کوٹھی میں وعظ و تقاریر کا سلسلہ جاری رہتا' مگر ہم نے نہیں دیکھا کہ انھوں نے قرآن مجید کھولا ہو اور منزل پر نظر ڈالی ہو۔

رمضان المبارک ختم ہونے پر ڈیڑھ دو ماہ تک کراچی کے پارکوں' باغوں اور بڑی بڑی مساجد میں جلسوں کے پروگرام ہوتے' حضرت پیر سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ بھی کبھی کبھار مدعو ہوتے۔

کراچی میں مکدّر فضاؤں میں توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعات کی تردید میں ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عظیم راہنماؤں کا بڑا کردار ہے۔ ایک دفعہ بریلوی مناظر مولوی محمد عمر اچھروی کراچی آ نکلا اور مناظرے کے چیلنج شروع کر دیئے۔ بالآخر ایک عام جگہ پر طے شدہ وقت پر دونوں جانب کے اسٹیج لگ گئے۔ قاری صاحب کی صدارت میں حافظ محمد اسماعیل صاحب نے ابتدائی دو تین ٹرنوں میں ہی اچھروی صاحب کی ایسے پکڑ کی کہ انھیں جان چھڑانا مشکل تھا۔ جواباً اینٹوں، پتھروں کی بارش کر دی گئی۔ لیکن سامعین کا بھاری اجتماع سمجھ گیا کہ حق وصداقت کا مسلک بفضلہٖ اہلحدیث مسلک ہے۔ حافظ عبدالقادر ٹرین لیٹ ہو جانے کی وجہ سے دیر سے پہنچے۔ اچھروی صاحب بمع لاؤلشکر جب میدان چھوڑ گئے تو دونوں بھائیوں نے تا دیر قرآن وسنت کی بارش سے دلوں کی آبیاری کی اور اس طرح کراچی میں اہلحدیث کی دھاک بیٹھ گئی۔

ہمارے کراچی قیام کے دنوں ہی کا واقعہ ہے کہ شہر میں نمازِ تراویح کی تعداد کا مسئلہ چل نکلا۔ دیوبندی مولانا احتشام الحق تھانوی اگرچہ معتدل مزاج اور بڑے شیریں نوا مقرر تھے۔ انھیں اس بحث میں گھسیٹ لیا گیا۔ دونوں طرف اشتہارات چھپ گئے۔ حضرت قاری صاحب میدان میں ڈٹ گئے اور مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ قاری صاحب کی تقریروں اور حافظ محمد اسماعیل صاحب کے اخباری بیانات پر مولانا تھانوی خاموش ہو گئے۔ پھر کیا تھا جگہ جگہ قاری صاحب کی للکار سنائی دینے لگی۔ نتیجتاً مسلک اہل حدیث کی تقویت اور فروغ کے لیے فضا سازگار ہوتی چلی گئی۔

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
تمھیں سو گئے داستان کہتے کہتے

یہ کوئی ۲۷ء کی بات ہو گی کہ ملتان کی ایک تنظیم نے قلعہ کہنہ قاسم باغ میں بڑے پیمانے پر ''توحید کانفرنس'' کے انعقاد کا اہتمام کیا، جس میں اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی اور شیعہ ہر ایک میں سے چوٹی کے مقرر کو دعوت دی گئی۔ اہل حدیث کی طرف سے قاری عبدالخالق صاحب، دیوبندی مولانا غلام اللہ خاں، بریلوی صاحبزادہ فیض الحسن اور شیعہ علامہ اظہر حسن زیدی مقررین تھے۔ ایک ایک گھنٹہ وقت تھا۔ راقم خود اس عظیم جلسہ گاہ میں موجود تھا۔ ان تمام نامی گرامی مقررین میں سے قاری صاحب کی تقریر اول اور سرفہرست شمار ہوئی۔ ان کی تقریر کا امتیاز یہ تھا کہ قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ ساتھ منطق وفلسفہ اور سائنسی براہین ایسے اچھوتے انداز سے بیان کیں کہ خواص وعوام حیران اور عش عش کر اٹھے یوں تو قاری صاحب سے ملک کا قریباً ہر حصہ متعارف تھا۔ مگر ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں اکثر ان کے خطاب اور تقریروں کے پروگرام رہتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی سالانہ کانفرنسوں، فیصل آباد میں شبانِ اہل حدیث اور جامعہ سلفیہ کے جلسوں میں اور عام خاص باغ ملتان میں کی گئی ان کی معرکہ آراء اور پرجوش تقریریں تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ بس یوں سمجھیے بقول مولانا ظفر علی خاں ع

بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

فیصل آباد میں جب ان کا آنا ہوتا تو شہر کے علماء کے ساتھ کوئی نہ کوئی مجلس ہم قائم کرتے۔ مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد اسحٰق چیمہ اور مولانا محمد شریف اشرف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے علم و عمل کے پہاڑ اور فہم و فراست کے لوگ اب کہاں پیدا ہوں گے۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہ رہی

اسی حلقہ علماء میں قاری صاحب کی شرکت ہوتی۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں اسلامائزیشن کے جو اقدامات کیے گئے۔ ان دنوں اسلام آباد میں ہونے والے علماء کنونشنوں میں مرکزی جمعیت کے وفود میں قاری صاحب کی شمولیت لازمی ہوتی۔ دو تین ایسے موقعوں پر راقم بھی ان وفود میں جاتا رہا۔ بہرحال یہ صحبتیں اور رفاقتیں بھلائے نہیں بھول سکتیں۔

قاری صاحب روزِ اول سے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ساتھ وابستہ رہے۔ مولانا لکھوی کے دورِ امارت میں سینئر مرکزی نائب امیر تھے۔ جمعیت کی شوریٰ و عاملہ کے اجلاسوں میں ان کی آراء و تجاویز فیصلہ کن ہوتیں۔ کراچی میں بڑے بڑے جماعتی مدارس میں وہ صدر مدرس کے طور پر اعلیٰ کتب پڑھاتے رہے اور پھر تبلیغ و تنظیم جمعیت میں خاصا وقت نکالتے۔ ائمہ سلف کی طرح قاری صاحب ایک کامیاب تاجر بھی تھے۔

میرٹ روڈ پر ان کا امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر تھا۔ نمازِ ظہر تک تعلیمی و تدریسی ذمہ داریاں نبھا کر دفتر آ کر کاروبار کرتے۔ کچھ عرصہ سے جماعتی تنازعات سے دلبرداشتہ ہو کر گوشہ نشین ہو چکے تھے۔ تاہم ان کی تعلیمی سرگرمیاں بدستور جاری تھیں۔

۷۰ء میں مرکزی جمعیت کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق کی سربراہی میں ایک وفد مولانا محمود احمد میرپوری (جو ابھی انگلینڈ نہیں گئے تھے) اور راقم پر مشتمل سندھ کے دورہ پر گیا۔ سکھر، میرپور خاص اور حیدرآباد سے ہوتے ہوئے کراچی پہنچے۔ جہاں قاری صاحب اور حکیم محمد یعقوب اجملی کو ساتھ ملا کر پورے شہر سے رابطہ ہوا اور ایک ہفتہ قیام کر کے آخر میں نمائندہ اجلاس میں حکیم اجملی مرحوم کو امیر جمعیت بنایا گیا۔ جنھوں نے چند ہفتوں کے بعد قاری صاحب کی سرپرستی میں مرکزی جمعیت کو ایک فعال اور مؤثر تنظیم کر دیا۔ اس کام میں سید عبدالرحیم غزنوی، حاجی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد احمد لوہیا، حاجی طلحہ کریانہ والے اور اسماعیل مہ پارہ حفظہ اللہ جیسے تجار کی دامے درمے سخنے انھیں معاونت انہی کوششوں کے باعث آج کراچی میں مساجد و مدارس کا جال بچھا ہوا ہے۔

حافظ محمد اسماعیل روپڑی ۶۲ء میں انتقال کر گئے تھے۔ لیکن گزشتہ ایک لمبا عرصہ قاری صاحب کی شفقت ہمیں حاصل رہی۔ ان سے آخری ملاقات چوہدری ظفر اللہ پرنسپل جامعہ ابی بکر کے جنازہ پر ہوئی تھی۔ مولانا حافظ مسعود عالم، حافظ محمد شریف، مولانا عتیق اللہ ستیانہ بنگلہ اور حاجی غلام محمد و غلام رسول ہمارے رفقاء تھے۔ کئی ماہ سے قاری صاحب کی علالت کی خبریں آنے جانے والوں کے ذریعے معلوم ہوتی رہیں۔ لیکن افسوس کہ ملاقات مزید قدرت کو منظور نہ تھی۔ حال ہی میں مولانا عبدالرشید حجازی تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں کراچی گئے تو انھوں نے واپسی پر بتایا کہ قاری صاحب کی تیمارداری کی تھی۔ وہ اس بندہ عاجز کی خیر خیریت پوچھ رہے تھے اور دعائیں دیتے تھے۔ اب ہم ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اہل وعیال و پسماندگان واحباب وشاگردوں کو حوصلہ کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: موبائل فون

جہاں موبائل فون کے بہت زیادہ فوائد دیکھنے کو مل رہے ہیں، وہیں اس کے نقصانات بھی روزمرہ زندگی میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ جب نیا نیا یہ موبائل فون مارکیٹ میں دستیاب ہوا اُس وقت کی ایک تحقیق پڑھی جس کے مطابق موبائل فون کی لہریں انسانی دل کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر موبائل فون کی پتلون کی جیب میں رکھا جائے تو اس کی لہریں جنسی طاقت کو متاثر کرتی ہیں۔ یہ بات کہاں تک درست ہے، اس پر مزید تحقیق نظروں سے نہیں گزری۔

موبائل فون ایک خطرناک ہتھیار کے طور پر بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ جس کی مثال امریکہ کی ریاست کنساس سٹی میں ایک شخص نے غصہ میں آ کر اپنی گرل فرینڈ کے حلق میں اس کا موبائل فون ٹھونس دیا۔ ڈاکٹروں نے بڑی تگ و دو کے بعد موبائل فون کو لڑکی کے حلق سے باہر نکالا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ موبائل فون دوسرے انسان کی جان بھی لے سکتا ہے۔ جان لینے کے واقعات تو روزانہ اخبارات کے صفحات کی زیست بنتے رہتے ہیں، پچھلے دنوں اخبار میں خبر شائع ہوئی ''موبائل فون کی رقم کی خاطر دو سالہ کزن کو قتل کرنے والا پندرہ سالہ لڑکا گرفتار'' موبائل فون پر اور اپنے بچوں پر نظر رکھیں، زیادہ قیمتی موبائل آپ کی جان بھی لے سکتا ہے۔ محتاط رہیں۔

© rasailojaraid.com